سلسلہ تقاریر "تعارف الکتاب"

ڈاکٹر اسرار احمد

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ ٦

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ○ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ○ (النساء: ۱۴۸، ۱۴۹)

قرآن مجید میں چھٹا پارہ "لا یحب اللہ" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اور اسی نام سے موسوم ہے۔ اس میں پہلے سورۃ النساء کی بقیہ انتیس آیات شامل ہیں، اس کے بعد سورۃ المائدہ کی ایک سو بیس میں سے بیاسی آیات ہیں۔ سورۃ النساء کا جو حصہ اس پارے میں شامل ہے اس کا اکثر و بیشتر خطاب اہلِ کتاب پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اہلِ کتاب کو بالعموم اور یہود کو بالخصوص متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ ان شرارتوں سے باز آجائیں جو وہ اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی یہود کے اس مذموم خیال کی نہایت سختی کے ساتھ تردید کی گئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ فرمایا گیا: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ (النساء: ۱۵۷) "انہوں نے انہیں نہ قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا، بلکہ اس پورے معاملے میں ان کو ایک شبہ میں ڈال دیا گیا ہے۔"

اس حصے میں ایک بہت اہم مضمون یہ بھی وارد ہوا ہے کہ نبوت اور رسالت کی اصل غرض و غایت کیا ہے۔ چنانچہ بہت سے انبیاء کا نام بنام ذکر کر کے فرمایا گیا: رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء: ۱۶۵)

اگرچہ اللہ نے انسان کو اس دنیا میں سماعت وبصارت اور عقل وشعور اور نیکی وبدی کی تمیز دے کر بھیجا ہے۔ اور اس اعتبار سے ہر انسان مکلف ہے مسئول اور جوابدہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت متقاضی ہوئی کہ انسانوں پر مزید فضل وکرم فرماتے ہوئے نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری فرمایا۔ چنانچہ انبیاء کرام نے اور اللہ کے رسولوں نے حق وصداقت اور عدل کی راہ کو قولاً بھی واضح کیا اور عملاً بھی اس کا ایک نمونہ پیش کر دیا، تاکہ انسانوں کے پاس خدا کے یہاں کوئی عذر نہ رہ جائے کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ اے اللہ! ہم نہیں جانتے تھے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے ؟ یا وہ یہ کہہ سکیں کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ تو کیا چاہتا ہے ؟ لہٰذا انبیاء کرام کی بعثت کے بعد اور رسولوں کے اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد اب گویا نوعِ انسانی پر اتمامِ حجت ہو گئی۔ اور اب ان کے پاس اللہ کے یہاں پیش کرنے کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہا۔

سورۃ المائدہ ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے قرآن مجید کی آخری سورتوں میں سے ہے اور بالخصوص شریعتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اعتبار سے اس میں ہر پہلو سے تکمیلی احکام وارد ہوئے ہیں۔ سورۃ البقرہ، سورۂ آلِ عمران اور سورۃ النساء کی طرح اس سورۂ مبارکہ میں بھی کچھ آیات میں خطاب اہلِ کتاب سے ہے جبکہ کچھ آیات میں امتِ مسلمہ سے خطاب کر کے شریعت کے آخری احکام عطا کیے گئے۔ چنانچہ بالکل آغاز ہی میں کھانے اور پینے کی چیزوں میں حلت اور حرمت کا آخری ضابطہ بیان ہوا۔ ساتھ ہی اہلِ کتاب کی خواتین سے نکاح کی اجازت ملی۔ مزید برآں اس سورۂ مبارکہ میں چوری پر قطعِ ید کی سزا کا اعلان ہوا، قتلِ ناحق کی شدید مذمت کی گئی اور فتنہ وفساد اور راہزنی اور ڈاکہ ڈالنے کی سزا انتہائی سختی کے ساتھ مقرر کی گئی۔ اس اعتبار سے یہ سورۂ مبارکہ تکمیلِ شریعت کی سورۃ ہے۔ اور اس میں وہ آیہ مبارکہ بھی وارد ہوئی ہے: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (آیت ۳) "آج ہم نے تم پر اپنے دین کو مکمل فرما دیا اور اپنی نعمت کا اتمام کر دیا اور اس دینِ اسلام کو تمہارے لیے پسند کر لیا"۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیہ مبارکہ حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی ہے

اور اس میں شریعت کی تکمیل کا اعلان ہو گیا ہے۔ وہ شریعت کہ جو سابقہ انبیاء کے ذریعہ تدریجی مراحل طے کرتے ہوئے بالآخر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تکمیل کو پہنچی اور خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اس کا نزول تدریجاً ہوا۔ چنانچہ اکثر و بیشتر معاملات میں جو ابتدائی احکام ہیں وہ سورۃ البقرہ میں وارد ہوئے ہیں اور تکمیلی احکام وہ ہیں جو اس سورۂ مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں۔

اس سورۂ مبارکہ میں اہلِ کتاب سے بھی بہت مفصل خطاب ہے اور اس اعتبار سے بھی گویا کہ یہ سورۂ آلِ عمران اور سورۃ النساء کے سلسلے کی تکمیلی سورت ہے۔ چنانچہ ان سے بڑے ہی دلنشیں پیرائے میں لیکن ساتھ ہی ان کے کان کھول دینے کے انداز میں فرمایا گیا: قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (المائدہ: ۶۸) "اے اہلِ کتاب! تمہاری کوئی حیثیت نہیں (اللہ کی نگاہ میں تمہاری کوئی وقعت نہیں)، جب تک کہ تم قائم نہیں کرتے تورات کو اور انجیل کو اور وہ جو کچھ کہ تم پر نازل کیا گیا تمہارے رب کی طرف سے۔"

اس میں خود ہم مسلمانوں کے لیے بھی بڑی تہدید و تنبیہہ ہے۔ ہمیں بھی یہ سوچنا چاہیے کہ کوئی امت جو اللہ کی کتاب کی حامل قرار پاتی ہے، شریعتِ آسمانی کی امین بنتی ہے اس کے کاندھے پر امانت کا ایک بارِ گراں آتا ہے۔ اگر وہ اس شریعت کو خود نافذ نہیں کرتی، اس پر خود عمل نہیں کرتی، اسے خود اپنی زندگی کا لائحہ عمل نہیں بناتی تو گویا کہ وہ خواہ زبان سے اس شریعت کو ماننے کا اقرار کرے، اپنے عمل سے تکذیب کر رہی ہوتی ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی شدید سزا اور عقوبت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ چنانچہ اس سورۂ مبارکہ میں یہ فرما کر خود ہمارے لیے بھی ایک پیشگی تنبیہہ فرما دی گئی۔ گویا کہ ہم اس کو یوں پڑھ سکتے ہیں کہ "اے اہلِ قرآن!" جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں وارد بھی ہوا کہ "یَا اَھْلَ الْقُرآنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ" یعنی "اے قرآن والو! قرآن کو صرف تکیہ نہ بنالو" صرف ایک ذہنی سہارا اور ایک قلبی اطمینان ہی مطلوب نہ ہو کہ ہم حاملِ کتابِ الٰہی ہیں، ہم اللہ کی شریعت کے حامل ہیں،

بلکہ اس کتاب کے کچھ حقوق ہیں جو تم پر عائد ہوتے ہیں، اس کے ضمن میں بڑی اہم ذمہ داریاں ہیں جو تم پر عائد ہوتی ہیں۔ فرمایا: لا تتوسدوا القرآن۔ واتلوہ حق تلاوتہ فی اناء اللیل والنھار۔ بلکہ اس کو پڑھا کرو جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے، رات کے اوقات میں بھی اور دن کے اوقات میں بھی۔ "وَتَغَنَّوْہُ" اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ اس سے حظ اٹھایا کرو۔ "وَاَفْشُوْہُ" اور اسے عام کرو۔ اس کے پیغام کو دنیا میں پھیلاؤ۔ اس کے نور سے چار دانگِ عالم کو منور کرو۔ "وتدبّروا فیہ لعلکم تفلحون"۔ اور اس میں تدبر کرو، غور و فکر کرو، کہ اس سے تمہاری فلاح وابستہ ہے۔ اس سے تمہیں بھلائی ملے گی۔ گویا اس سورۂ مبارکہ میں جہاں ایک طرف مسلمانوں کو تکمیلی احکام دیئے گئے ہیں، شریعت کے مختلف پہلوؤں کے اعتبارات سے آخری ہدایات دے دی گیئں، وہیں اہلِ کتاب کے حوالے سے یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ حاملِ شریعت ہونا، حاملِ کتابِ الٰہی ہونا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کو ادا کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

قرآن میں ہو غوطہ زن . . . .!

دنیا کی شاید ہی کوئی کتاب ہو جس نے قرآن سے زیادہ اس بات پر زور دیا ہو کہ اس کا حقیقی فائدہ صرف اس شکل میں حاصل کیا جا سکتا ہے جبکہ اس کو پورے غور و تدبر کے ساتھ پڑھا جائے۔ لیکن یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ یہی کتاب ہے جو ہمیشہ آنکھ بند کر کے پڑھی جاتی ہے۔ معمولی سے معمولی چیز بھی آدمی پڑھتا ہے تو اس کے لئے سب سے پہلے وہ اپنے دماغ کو حاضر کرنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کو سمجھ سکے۔ لیکن قرآن کے ساتھ لوگوں کا یہ عجیب معاملہ ہے کہ جب اس کو پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے دماغ پر پٹی باندھ لیتے ہیں کہ مبادا کہیں اس کے کسی لفظ کا مفہوم دماغ کو چھو جائے۔

(اقتباس از مبادئ تدبرِ قرآن)